نجاشی: شخصیت و کردار اور دفاعِ اسلام میں خدمات۔ تحقیقی مطالعہ

NAJASHI – PERSONALITY & CHARACTER & CONTRIBUTION FOR DEFENCE OF ISLAM

Hafiza Sabiha Munir
Lecturer (Islamic Studies), Concordia College, Girls Campus, Johar Town, Lahore.

Azeem Sarwar
M.Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.

Abstract: A Prominent name among the Prophethood era to whome the letters containing the preaching of Islam were sent is “Najashi”. Having been vexed by the oppressions of Makkans, the Muslims migrated to Habsha first. Najashi embrased Islam on the hands of Jafar bin Abi Talib. He treated well to the muslim emigrants and supported them from national exchequer. He assisted them traditionally so that they may improve their economic conditions. Amidst the most important service of Najashi, it is the most important thing that he not only embrased Islam but also performed dear services for the Propoagation of Islam. This great personality passed away on 9 A.H. The Holy Prophet (ﷺ) was informed about his death through oracle and He (ﷺ) said his funeral prayer invisibly.

Keywords: Najashi, Personality, Character, Deence of Islam.

مکہ میں اسلام کی دعوت عام شروع ہوئے ابھی دو ہی سال گزرے تھے کہ فضاوں میں ارتعاش پیدا ہو گیا ایک ہلچل سی مچ گئی اور دعوت کو جاری رکھنا دشوار تر ہوتا چلا گیا جو اصحاب اسلام قبول کر رہے تھے ان کے لیئے زمین اپنی وسعتوں کے باوجود تنگ ہونے لگی ان حالات میں رسول اللہ ﷺ نے جو دوررس اقدامات کئے ان میں ایک اہم قدم یہ تھا کہ آپ ﷺ صحابہ کرام کو حبشہ ہجرت کر جانے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ شاہ حبشہ نجاشی عادل حکمران ہونے کے ساتھ

ساتھ رحم دل، رعایا پرور، اور عام انسانی اخلاق و اوصاف سے بھی متصف تھے، اپنے ملک میں مظلوم و ستم رسیدہ مسلمانوں کو پناہ دی اور جو حسن سلوک کیا، اس احسان سے امت محمدیہ ہمیشہ گراں بار رہے گی۔ نجاشی کا مختصر تعارف درج ذیل ہے

نام و نسب

اصحمہ نام 'باپ کا نام البحر' نجاشی شاہی لقب حبشہ (ابی سینا) کے بادشاہ تھے، عرب میں عطیہ کے نام سے بھی مشہور ہیں۔(۱)

اور لقب نجاشی، لفظ "نجاشی" نون کے زبر سے مشہور ہے، کسی نے کہا کہ ثعلب سے منقول ہے کہ نون کے زیر سے اور جیم مخفف ہے اور بحوالہ مطرزی جیم کی تشدید کو غلط کہا ہے البتہ آخر میں یا مشدد ہے مطرزی نے تخفیف نقل کی اور اسے صنعانی نے ترجیح دی ہے۔ اصحمہ اربعہ کے وزن پر ہے اور اس کی حا مہملہ (نقطے کے بغیر) ہے بعض نے معجمہ (نقطے والی) کہی ہے۔(۲)

قبول اسلام

روایاتِ سیرت و تاریخ اور آثار و احادیث نبوی سے ثابت ہے کہ معاصر اولین نجاشی حضرت اصحمہ بن ابجرؓ نے دربار میں حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی تقریر اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سننے کے بعد نہ صرف آپؐ کی تصدیق کی تھی، بلکہ اسلام بھی قبول کر لیا تھا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے اسلام کو چھپایا تھا، تاکہ ان کے مذہبی رہنما (بطارقۃ) اور دوسرے امراہنگامہ نہ کھڑا کر دیں، جب کہ بعض دوسری روایات واحادیث سے حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ حضرت نجاشی اولؓ نے سفیرانِ نبوی کے ذریعے اپنے خطوط و پیغامات میں اور مہاجرینِ حبشہ کے واسطے سے بھی اپنے اسلام قبول کرنے کا ذکر کیا تھا اور خدمتِ نبوی میں اس کا اقرار و اظہار کرنے کا ولولہ دکھایا تھا۔ بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت نجاشیؓ نے امورِ مملکت اور حکم رانی کی مکروہات میں مبتلا ہونے کے سبب بارگاہِ نبوی میں حاضری سے معذرت کی تھی، لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی عرض بھیجی تھی کہ حکم ہو تو حاضرِ خدمت ہو کر قدم بوسی کروں، تاکہ اسلام کے اثبات کے ساتھ شرفِ صحبت بھی مل جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اظہارِ ایمان، اقرارِ اسلام، تصدیقِ رسالت، محافظتِ مہاجرین اور کفالتِ پناہ گزین کو کافی سمجھا، ان کو مکہ مکرمہ یا مدینہ آنے کی اجازت یا اذن نہیں دیا کہ اس کے بغیر ہی ان کا سچ ثابت تھا اور

حبشہ کی فرماں روائی اور حکومت پر ان کا تصرف عظیم اسلامی مصالح کا ضامن تھا۔ ان کے حبشہ سے مرکزِ نبوت میں آبسنے سے بہت سے فوائد و ثمرات سے محرومی ہو جاتی۔ حضرت نجاشیؓ نے اپنی وصیت میں بھی اپنے اسلام لانے کا اعلان و اقرار کیا تھا اور اسے اپنے سینۂ صدق وصفا پر چسپاں کر لیا تھا۔ انھی اسباب اور شواہد کی وجہ سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کی خبر سن کر ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ صحابہ کے ساتھ پڑھی تھی۔ حضرت اصحمہ بن ابجرؓ کے انتقال کے بعد ان کے جانشین نجاشی حضرت ابو نیزر عبد اللہ بحیثیت مسلم تاج دارِ حبشہ حکومت کرتے رہے اور مطیع مرکز رہے۔(۳)

نجاشی شاہ حبش کی طرف رسول اللہ کا دعوت نامہ

نبی ﷺ نے اس کے نام جو خط لکھا اسے عَمرو بن امیہ ضمری کے بدست ۶ھ کے اخیر یا ۷ھ کے شروع میں روانہ فرمایا۔ بیہقی نے ابن عباسؓ سے خط کی عبارت روایت کی ہے جسے نبی ﷺ نے نجاشی کے پاس روانہ کیا تھا۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:

> "یہ خط ہے محمد نبی کی طرف سے نجاشی اصحم شاہِ حبش کے نام، اس پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ اس نے نہ کوئی بیوی اختیار کی نہ لڑکا۔ اور (میں اس کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ) محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اور میں تمھیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں کیوں کہ میں اس کا رسول ہوں۔ لہٰذا تم اسلام لاؤ سلامت رہو گے۔" اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور ہم میں سے بعض بعض کو اللہ کے بجائے رب نہ بنائے۔ پس اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔" اگر تم نے (یہ دعوت) قبول نہ کی تو تم پر اپنی قوم کے نصاریٰ کا گناہ ہے۔"(۴)

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے ایک اور خط کی عبارت درج فرمائی ہے۔ جو ماضی قریب میں دستیاب ہوا ہے اور صرف ایک لفظ کے اختلاف کے ساتھ یہی خط علامہ ابن قیم کی کتاب زاد المعاد میں بھی موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف

نے اس خط کی عبارت کی تحقیق میں بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ دَورِ جدید کے انکشافات سے بہت کچھ استفادہ کیا ہے اور اس خط کا فوٹو کتاب کے اندر ثبت فرمایا ہے۔

اس کا ترجمہ یہ ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم-

محمد رسول اللہ کی جانب سے نجاشی عظیم حبشہ کے نام!!

اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اما بعد! میں تمہاری طرف اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو قدوس اور سلام ہے۔ امن دینے والا محافظ و نگراں ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ اللہ نے انہیں پاکیزہ اور پاکدامن مریم بتول کی طرف ڈال دیا۔ اور اس کی روح اور پھونک سے مریم عیسیٰ کے لیے حاملہ ہوئیں۔ جیسے اللہ نے آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ میں اللہ وحدہ لاشریک لہ کی جانب اور اس کی اطاعت پر ایک دوسرے کی مدد کی جانب دعوت دیتا ہوں۔ اور اس بات کی طرف (بلاتا ہوں) کہ تم میری پیروی کرو اور جو کچھ میرے پاس آیا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ میں اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ اور میں تمہیں اور تمہارے لشکر کو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں۔ اور میں نے تبلیغ و نصیحت کر دی۔ لہٰذا میری نصیحت قبول کرو۔ اور اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔"(۵)

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے بڑے یقینی انداز میں کہا ہے کہ یہی وہ خط ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے بعد نجاشی کے پاس روانہ فرمایا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی سے یہ بھی طلب کیا تھا کہ وہ حضرت جعفر اور دوسرے مہاجرینِ حبشہ کو روانہ کر دے۔ چنانچہ اس نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کے ساتھ دو کشتیوں میں ان کی روانگی کا انتظام کر دیا۔ ایک کشتی کے سوار جس میں حضرت جعفر اور حضرت ابو موسیٰ اشعری اور کچھ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، براہ راست خیبر پہنچ کر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ اور دوسری کشتی کے سوار جن میں زیادہ تر بال بچے تھے سیدھے مدینہ پہنچے۔(٦)

نجاشی کی طرف سے جوابی خط

جب عَمرو بن امیہ ضمریؓ نے نبی ﷺ کا خط نجاشی کے حوالے کیا تو نجاشی نے اسے لے کر آنکھ پر رکھا اور تخت سے زمین پر اتر آیا۔ اور حضرت جعفر بن ابی طالب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اور نبی ﷺ کے پاس اس بارے میں خط لکھا جو یہ ہے:

بسم الله الرحمن الرحیم-

محمد رسول اللہ کی خدمت میں نجاشی اصحمہ کی طرف سے!!

اے اللہ کے نبی! آپ پر اللہ کی طرف سے سلام اور اس کی رحمت اور برکت ہو۔ وہ اللہ جس کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں۔ امابعد!

اے اللہ کے رسول! مجھے آپ کا گرامی نامہ ملا۔ جس میں آپ نے عیسیٰ کا معاملہ ذکر کیا ہے۔ رب آسمان وزمین کی قسم! آپ نے جو کچھ فرمایا ہے حضرت عیسیٰ اس سے ایک تنکہ بڑھ کر نہ تھے۔ وہ ویسے ہی ہیں جیسے آپ نے ذکر فرمایا ہے۔ پھر آپ نے جو کچھ ہمارے پاس بھیجا ہے ہم نے اسے جانا اور آپ کے چچیرے بھائی اور آپ کے صحابہ کی مہمان نوازی کی۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے اور پکے رسول ہیں۔ اور میں نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے چچیرے بھائی سے بیعت کی۔ اور ان کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لیے اسلام قبول کیا۔(۷)

خدمت نبوی کی تڑپ

جب رسول اللہ ﷺ نے تمام ملوک وسلاطین کو دعوت اسلام بھیجی، تو شاہ نجاشی کے پاس بھی اپنا قاصد بھیجا، شاہ نجاشی نے آپ ﷺ کے قاصد کا پُر تپاک خیر مقدم کیا، آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کیا، اور اپنے لڑکے ارمی کو آپ کی خدمت کے لیے بھیجا، اور لکھا کہ اگر سلطنت کی ذمہ داری کا بوجھ میرے اوپر نہ ہوتا تو میں خود بھی بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر حضور کی کفش برداری کی سعادت حاصل کرتا۔(۸)

فضائل

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضرت جعفر نے نجاشی کے سامنے سورۃ مریم کا پچلا حصہ پڑھا تو اللہ کی قسم نجاشی روپڑا حتیٰ کہ اسکی داڑھی بھیگ گئی اور اس کے مذہبی پیشوا اور عالم بھی روپڑے حتیٰ کہ ان کے صحیفے بھیگ گئے۔ جب انہوں نے اسے سنا جو کچھ وہ ان کے سامنے پڑھ رہے تھے۔ اس کے بعد نجاشی نے کہا

ان هذاوالذی جابه عیسیٰ،لیخرج من مشکاة واحدة۔

یہ کلام اور جو عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے اس روشنی کا منبع و مصدر ایک ہی ہے۔(۹)

تفسیر کی روایتوں میں ہے کہ قرآن کی ان آیات

وان من اهل الکتاب لمن یومن بالله وما انزل الیکم وما انزل الیهم خاشعین لله واذاسمعوا ما انزل الی الرسول تریٰ اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق۔

بعض اہل کتاب میں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور جو تمہاری طرف نازل ہوا ہے اور جو اللہ کی طرف سے ڈرتے ہوئے جب وہ سنتے ہیں جو کچھ رسول کی طرف نازل ہوا، تو تم دیکھو گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ہیں، یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔

میں دوسرے اہل کتاب کے ساتھ شاہ نجاشی بھی مراد لیے گئے ہیں۔(۱۰)

وفات

مسلمانوں کے اس غمخوار اور محسن نے 9ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا، آنحضرت ﷺ کو وحی کے ذریعہ اسی روز(۱۱) ان کی موت کی اطلاع مل گئی اور آپ نے بڑے رنج و غم کے ساتھ مدینہ میں ان کی موت کا اعلان کیا، فرمایا مسلمانو! تمہارے برادر صالح اصحمہ نے انتقال کیا، ان کے لیے دعا استغفار کرو، پھر صحابہؓ کے ساتھ ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔(۱۲)

صحیح والوں نے نبی ﷺ کی ان کی غائبانہ نماز جنازہ کا قصہ ذکر کیا ہے جو کئی طرق سے ثابت ہے ان میں سے ایک سعید بن مینا کی سند سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ اور ایک عطاؒ کی روایت سے بحوالہ جابر مروی ہے کہ جب نجاشی کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: آج ایک نیک بندہ دنیا سے چل بسا جسکا نام اصحمہ تھا اٹھو اور اصحمہ کا جنازہ پڑھو۔

چنانچہ ہم نے آپ ﷺ کے اقتدار میں صفین باندھ لیں یہ قطان بحوالہ جریج اور وہ نبی ﷺ کی حدیث کے الفاظ (نقل کرتے) ہیں۔ اور ابن عیینہ کی بحوالہ ابن جریج روایت میں ہے " آج نیک بندہ چل بسا اٹھو اور اصحمہ کا جنازہ پڑھو" (۱۳)

طبری اور ایک جماعت کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ 9ھ رجب میں پیش، جبکہ دیگر لوگ کہتے ہیں: فتح مکہ سے پہلے رونما ہوا۔ ادھر ابن اسحاق بحوالہ یزید بن رومان، عروہ سے وہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں؛ جب نجاشی کا انتقال ہوا تو ہم لوگ سمجھنے لگے کہ اس کی قبر پر نور دکھائی دے گا۔(۱۴)

دین اسلام کے دفاع میں حضرت نجاشی کی خدمات

ہجرت حبشہ اور شاہ حبشہ کا حسن سلوک

ہجرت حبشہ اسلام میں پہلی ہجرت تھی۔ یہ ہجرت جن حالات میں ہوئی وہ اسلام اور پیغمبر اسلام اور جانثارانِ اسلام کے لیے نہایت صبر آزما اور حوصلہ شکن تھے، قریش کی مخالفت کا طوفان تضحیک، طنز اور دشنام طرازی کی حدوں سے گذر کر جسمانی اذیتوں، ناقابل برداشت زیادتیوں اور قتل وغارت گری میں داخل ہو چکا تھا، ایمان آزمائش میں اور جان خطرہ میں تھی۔ ابن اسحاق کے بیان میں اس کی ہلکی سی جھلک ملتی ہے۔

"کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں پر دشمنی کی انتہا کر دی، ہر قبیلہ اپنے اندر کے مسلمانوں پر حملہ آور تھا، وہ ان کو قید کرتا، ان کو مارتا پیٹتا اور ٹارچر کرتا، ان کو بھوکا پیاسا رکھتا اور جب دھوپ تیز ہو جاتی تو مکہ کی تپتی ہوئی ریت پر لٹا دیتا، جو کم زور مسلمان ہوتے ان کو اذیت دے کر دین سے باز رکھتا، چنانچہ بعض مسلمان ناقابل برداشت ظلم سے مجبور ہو کر دین سے پھر جاتے اور بعض ہمت اور حوصلہ سے کام لیتے اور اللہ ان کی حفاظت کرتا۔"(۱۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ان حالات میں ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو مکہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جانے کا حکم دیں۔ مگر سوال یہ تھا کہ آخر کہاں جائیں، کونسا ملک ان کو اپنے یہاں پناہ دے گا؟ جس طرح قریش اختلاف مذہب کی بنا پر قتل وغارت گری پر آمادہ تھے اسی طرح ہر ملک کے لوگ اپنے مذہب کا مخالف سمجھ کر یہی سلوک کریں گے۔ سرزمین حجاز سے ملی ہوئی سرحد ملک یمن کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل یمن کی حکمت کے قائل تھے اور یمن میں آپ کے بعض صحابہ بھی موجود تھے، چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ یمن ہی کے رہنے والے تھے، رسول پاک کے پاس حاضر ہوئے، ایمان لائے اور ایمان و عمل کی اصولی تعلیمات حاصل کر کے یمن واپس چلے گئے۔ (۱۶) مگر آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو یمن ہجرت کرنے کا حکم نہیں دیا، کیونکہ وہاں کا حکمران ظالم تھا، اور یہ کہ اہل یمن سے اہل مکہ کی شناسائی تھی، مسلمان وہاں ہجرت کر کے جاتے تو اہل مکہ بآسانی اہل یمن کو ان کو واپس کرنے پر آمادہ کر لیتے، ہجرت کا عمل بے معنی ہو کر رہ جاتا اور کفار کا تشدد اور بڑھ جاتا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ انتخاب جزیرہ نمائے عرب سے باہر دوسرے براعظم افریقہ کے ملک حبشہ پر اٹھی۔ اگرچہ اس ملک کا بھی سرکاری مذہب عیسائیت تھی، مگر وہاں کا حکمراں انصاف پسند تھا۔ عرب اور حبشہ کے درمیان سمندر حائل تھا، وہاں سے مہاجرین کو واپس لانا قدرے آسان نہ تھا۔ چنانچہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:

لو خرجتم الی الارض الحبشة فان فیہا ملکا لا یظلم عندہ احد وھی ارض صدق حتی یجعل اللہ لکم خرجا مما انتم فیہ۔(۱۷)

تم لوگ سرزمین حبشہ کو نکل جاؤ، وہاں کا بادشاہ ایسا انصاف پسند ہے کہ اس کے یہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا، وہ سچائی کی سرزمین ہے، تاآنکہ اللہ تعالیٰ تم کو ان مصیبتوں سے نجات دے جن میں آج تم گھرے ہوئے ہو۔

نبوت کے پانچویں اور چھٹے سال مختلف قریشی خاندانوں سے تعلق رکھنے والے تقریباً ۱۰۰ مسلمان مختلف مرحلوں میں حبشہ کو ہجرت کر گئے۔ ان میں بیش تر نوجوانانِ قریش تھے، جن میں کنوارے بھی تھے اور شادی شدہ بھی، جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ پُرامن ملک میں پناہ لینے گئے تھے۔ ان کی حفاظت کی خاطر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہِ حبشہ نجاشی کو فرمان نامہ بھی ارسال فرمایا تھا، جس میں ان کو قریشی مظالم سے بچانے کا مضمون تھا۔ روایات کے مطابق بنوہاشم وبنومطلب کے شیخ اور رسولِ اکرمؐ کے چچا ابوطالب بن عبدالمطلب ہاشمی نے بھی بعض خطوط لکھے تھے۔ جس کے نتیجہ میں مکی مہاجرینِ حبشہ ایک پڑوسی ملک میں سکون واطمینان کی زندگی اپنے دین ومذہب کے مطابق عبادت گزار نے لگے، اور یہ کامیابی دشمن اکابر قریش کو ایک آنکھ نہ بھائی۔ انھوں نے قومی مجلس میں بحث وفیصلہ کے مطابق پناہ گزیں اہلِ مکہ کو حبشہ سے واپس لانے کا منصوبہ بنایا اور زیرک وحکیم سفارت کاروں کے وفود بھیجے حضرت عمرو بن العاص سہمیؓ، جو دور جاہلی میں اپنی حکمت ودانش اور سفارت کاری کے داؤپیچ اور سیادت وسیاست کے فن کے ماہر تھے، وہی سربراہِ وفود رہے

تھے، مگر ان کے تمام سماجی، دینی، علاقائی اور سفارتی کارناموں کا نتیجہ صفر رہااور وہ پناہ گزینوں کو واپس لانے میں ناکام رہے کیونکہ شاہ حبشہ نجاشی کی پشت پناہی مکی مہاجرینِ حبشہ کو حاصل تھی بعد ازاں یہی ہجرت حبشہ ہجرت مدینہ کا پیش خیمہ بنی۔(۱۸)

بہترین پڑوسی

روایاتِ سیرت و تاریخ اور احادیث و آثار سے نجاشی کے بہترین پڑوسی ہونے کے شواہد ملتے ہیں۔ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ "ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن مسلم زہری نے ابو بکر بن عبد الرحمن ابن الحرث بن ہشام المخزومی سے روایت بیان کی اور انہوں نے محل نبی ﷺ ام سلمہ بنت ابی امیۃ بن المغیرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ جب ہم سر زمین حبشہ میں اترے تو وہاں ہمیں نجاشی کا بہترین پڑوس مل گیااور ہمیں ہمارے دین میں امن نصیب ہوااور ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوگئے نہ ہمیں کوئی تکلیف پہنچاتا تھااور نہ ہم کوئی بری بات سنتے تھے"۔(۱۹)

امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت نقل کی ہے کہ: ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے محمد ابن مسلم زہری نے حدیث بیان کی ہے۔ ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام مخزومی سے اس نے ام سلمہ بنت ابو امیہ بن مغیرہ زوجہ رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ جب حبشہ کی سر زمین پر اترے، ہم لوگ ایک اچھے پڑوس کے پڑوس میں پہنچ گئے تھے (یا اچھے پناہ دینے والے کی پناہ میں تھے) یعنی شاہ حبشہ نجاشی کے پاس۔ اس نے ہمارے دین پر رکھتے ہوئے امان دی اور ہمارے اوپر احسان کیا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے، نا ہمیں کوئی ایذا پہنچاتا تھااور نہ ہی ہم لوگ کوئی ایسی بات سنتے تھے جس کو ہم ناگوار سمجھتے۔(۲۰)

نجاشی منصف و عادل حکمران

مہاجرینِ حبشہ پر سماجی دباؤ بہت زیادہ تھا اہل حبشہ طرح طرح کی اذیتیں مسلمانوں کو پہنچاتے تھے، نجاشی نے قوانین کے ذریعے مہاجرینِ حبشہ کی حفاظت کے ساتھ ساتھ سماج غیر میں مہذب سلوک کی جدوجہد بھی کی۔ اہل سیر نے نجاشی کے حکیمانہ کردار پر روشنی ڈالی ہے کہ: قانونی طور سے ان کا ایک عادلانہ کام یہ تھا کہ اگر کوئی حبشی یا عیسائی شہری مسلم مہاجرین میں سے کسی کو کسی قسم کی اذیت دے گا تو اسے چار درہم جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ غالباً اس کے بعد بھی زبانی تعذیب اور سماجی طنز و تشنیع کا سلسلہ کسی حد تک جاری رہا تو مہاجرین کی درخواست پر کہ یہ رقمِ جرمانہ روک تھام میں ناکافی

ہے، نجاشی نے اسے دوگنا یعنی آٹھ درہم کر دیا۔ یہ تدبیر خاصی مؤثر رہی۔ تاہم غیر ملک میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ بیگانگی اور سرد مہری کا جو سلوک ہو تا رہا، وہ بھی سوہانِ روح تھا، جیسا کہ حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمیؓ کی زوجۂ مہاجرہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا بیان صحیح بخاری وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ حکومتی اور انتظامی سطح پر بہر حال حضرت نجاشی نے ایک دوسرا حکم جاری کیا کہ مہاجرینِ حبشہ کے لیے کھانے اور کپڑے کا انتظام سرکاری خزانے سے کیا جائے : أَمَرَ لَنَا بِطَعَامٍ وكِسوَةٍ جیسا کہ ابن کثیر نے حافظ ابو نعیم کی دلائل النبوۃ کی بناپر لکھا ہے۔ سرکاری کفالت کا یہ اقدام صرف اس بنا پر کیا گیا کہ حکمرجاں مہرباں اور عادل تھا اور مقامی آبادی کی اکثریت بے نیاز و بے مروّت تھی۔(۲۱)

مہاجرین سے تجارتی تعاون

مہاجرین حبشہ جن حالات سے گزرے، اسکی روداد ہمیں حضرت ام سلمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود حضرت جعفر اور حضرت عمرو بن عاص کی روایتوں میں ملتی ہے۔(۲۲)

پروفیسر یاسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں کہ

> روایاتِ سیرت مہاجرینِ حبشہ کی تجارتی سرگرمیوں اور ان کی شاہی محافظت و مراعات کے بارے میں خاموش ہیں، لیکن دوسرے سماجی شواہد اور دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ مہاجرینِ حبشہ کی اتنی بڑی تعداد مدتوں تک محض مراحم خسروانہ پر زندہ نہیں رہی تھی۔ اول تو حکومتی وظائف کھانے کپڑے ہی کا مستقل بار نہ سنبھال سکتے تھے، تو دوسرے اخراجات وضروریات کے لیے کیا سامانِ کفالت کرتے۔ دوسرے تمام مہاجرینِ حبشہ قریشی اشراف خاندانوں کے جوان و خود دار افراد تھے اور اپنی مکی زندگی میں تجارت و کاروبار میں مقام بنا چکے تھے۔ قیاس ہے کہ وہ اپنی مہاجرت کے زمانے میں اپنی ضروریات کی تکمیل کاروبار و تجارت سے کرتے تھے اور ملکی تجارت میں حصہ لیتے تھے۔ اس پر ابھی تحقیق باقی ہے، مگر ہجرتِ مدینہ کے بعد مہاجرینِ مکہ انصار کے بے مثال ایثار کے بعد جس طرح تجارت و کاروبار کرنے لگے تھے، اسی طرح وہ ہجرتِ حبشہ کے قیام کے زمانے میں بھی ضرور کرتے رہے ہوں گے۔ اس قیاس کو تقویت اس سے ملتی ہے کہ متعدد مہاجرینِ حبشہ نے بعد میں ہجرتِ مدینہ کرکے دوہری مہاجرت کا تجربہ اور اجر و ثواب حاصل کیا تھا، وہ کسی طرح اپنے

معاشی معاملے سے رُوگردانی نہ کرسکتے تھے کہ وہ ان کے خون میں شامل تھا۔ ان میں: حضرت عثمان بن عفان اموی، عبد الرحمن بن عوف زہری، زبیر بن عوام اسدی، ابو حذیفہ بن عتبہ عبشمی، ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی، عثمان بن مظعون جمحی، عمرو و خالد فرزندانِ سعید بن العاص اموی رضی اللہ عنہم جیسے تجربہ کار اور مکی دور میں مسلمہ تجارِ قریش تھے اور دوسروں کی تعداد بھی کم نہ تھی۔ ان کے علاوہ متعدد حضرات وخواتین صنعت ودست کاری کے پیشے سے وابستہ رہے تھے اور متعدد مہاجرین کا مشغلہ مزدوری کارہا تھا۔ قوی امکان ہے، بلکہ قریب قریب وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ مہاجرینِ حبشہ نے حصولِ معاش کے روایتی طریقے اپنائے تھے اور حکومت نے ان کو مراعات دی تھیں۔(۲۳)

محافظت مہاجرین

روایاتِ سیرت و تاریخ اور احادیث و آثار کا اتفاق ہے کہ مہاجرینِ حبشہ کی ایک بڑی تعداد وہاں آباد و مقیم رہی اگرچہ اکابرِ مکہ کے اسلام لانے کی خبر سن کر ایک بڑی تعداد مکہ مکرمہ لوٹ آئی تھی اور وہاں سماجی تحفظ کے نظام کے تحت بعض سرداروں کے تحفظ وجوار میں اپنے اپنے گھروں اور خاندانوں میں رہنے لگی تھی۔ مہاجرین کی بقیہ تعداد واپس حبشہ چلی گئی اور شاہ نجاشی نے ان کو وہی تحفظ فراہم کردیا۔ بعد کے واقعات وروایات اور شاہ نجاشی کے عادلانہ اور خسروانہ طریق سے یہ بھی قیاس کا جاسکتا ہے کہ ان مہاجرین کی آمد ورفت میں حکومتِ وقت نے مالی یا مادی امداد فراہم کی تھی، جیسے مہاجرینِ حبشہ کے آخری انخلا کے وقت نجاشی نے کشتیوں کا انتظام کیا تھا۔ حبشہ واپس جاکر دوبارہ بسنے والے مہاجرین کی تعداد تیس چالیس کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ یہ لوگ وہاں قریب قریب دس بارہ سال مزید مقیم رہے اور ان کے بال بچے پیدا ہوئے، جنھوں نے سماجِ حبشہ میں پرورش پائی۔ اس میں تعلیم وتربیت اور دوسرے سماجی معاملات بھی شامل تھے۔(۲۴)

ہجرتِ نبوی کے بعد کم از کم ڈیڑھ سو مہاجرینِ حبشہ کی حفاظت وکفالت اور سرپرستی ووکالت کا منصفانہ کارنامہ نجاشی نے انجام دیا تھا۔ (۲۵) اسی کے ساتھ رسول اکرمؐ کے قاصدِ خاص حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ اور ان کے قافلہ و وفد کی مہمان داری اور ضیافت بھی وہ کرتے رہے تھے۔ مکی اور مدنی دونوں ادوار میں قاصدینِ نبوی اور دوسرے اسلامی

وفود کا مرکزِ نبوت سے حبشہ جانا ایک مسلّمہ امر ہے اور ان کا دورانیہ بھی خاصا تھا۔(۲۶) اس پورے دور میں حضرت نجاشیؓ نے اور ان کے بعد ان کے جانشین نے پورے تحفظ و حمایت اور کفالت و سرپرستی کا شان دار کارنامہ انجام دیا تھا۔

خلاصہ بحث

جب مکہ کی سرزمین مسلمانوں کے لئے ک تنگ ہوگئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دی کیونکہ دین پر قائم رہنا دشوار سے دشوار تر ہوگیا تھا اور دعوت کی راہیں مسدود ہوگئیں ان نازک حالات میں شاہ حبشہ نجاشی نے مسلمانوں کو پناہ دی اور مسلمانوں کو سکون اور اطمینا ن کے ساتھ دین پر عمل کے مواقع حاصل ہوئے ۔ حبشہ میں حضرت نجاشیؓ کی اشاعت و تبلیغ دین کی مساعی کا سلسلہ ایک طویل مدت تک جاری رہا۔ یہ سنہ ۵۔۶ نبوی / ۶۱۵۔۶۱۶ عیسوی میں ہجرتِ حبشہ کے آغاز سے سنہ ۷ھ / ۶۲۹ء میں تمام قریشی اور یمنی مہاجرین کی مدینہ واپسی تک تقریباً تیرہ چودہ برسوں کا عرصہ ہے شریعت پر عمل کرنا شاید نجاشی کے لئے ممکن نہ تھا اتنی بات طے ہے کہ وہ حج، ہجرت اور جہاد جیسے احکام پر عمل نہیں کر سکے اور اپنی مملکت میں اسلامی احکام بھی نافذ نہ کر سکے لیکن اس کے باوجود کفر و شرک کے ماحول میں اسلام اور مسلمانوں سے ان کی ہمدردی جاری رہی۔ مہاجرین کو اپنے ہاں جگہ دی ان کے ساتھ بہترین سلوک کیا، ان کی ہر طرح حفاظت کی اور رسول اللہ کے فرمان پر حضرت ام حبیبہ کا نکاح آپ ﷺ سے کیا اور ان کو بڑے اہتمام سے رخصت کیا۔ مکی اور مدنی دونوں ادوار میں حبشی امتِ اسلامی کی تشکیل و تعمیر میں مہاجرینِ حبشہ، ان کے اپنے مبلغین اور نجاشیؓ کی دعوت و تبلیغ کا خاصا گہرا اثر پڑا تھا اور ان کے سبب سے وقتاً فوقتاً حبشی افراد و طبقات اسلام لاتے رہے تھے۔

حوالہ جات و حواشی

---

[1]۔ ندوی، نجیب اللہ، اہل کتاب صحابہ و تابعین، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، 2004ء، ص:236

Nadvi, Najib ullah, Ahl kitab Shabah wa Tabi'een, al-Faisal Nashiran, Lahore, 2004, 236

[2] -العسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، مکتبہ مثنی بغداد، س۔ن، 1/ 238

Al-'Asqalani, Ibn Hajar, Al-Isabah fi Tamyeez al-Sahabah, Maktabah, Muthanna Baghdad, ND, 238/1,

[3]۔ یاسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر، مکی اسوۂ نبویؐ، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، کراچی، ۲۰۱۰ء، ۱۲۸۔۱۳۱، جس کے مآخذ یہ ہیں: ابن کثیر، ۳/۷۰:

فأنا أشهد أنه رسول الله وأنّه الذی بشّر به عیسٰی ، ولولا ما أنا فیه من الملک لآتیه حتی أقبّل نعلیه، ۳/۷۲، به

روایت حافظ ابو نعیم؛ ۳/۷۷ میں ان کی وصیت کی دستاویز کے لیے۔ بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب موت النجاشی؛ فتح الباری، ۲۴۰/۷۔۲۴۱؛ کتاب الجنائز، مختلف ابواب، مسلم، کتاب الجنائز؛ نیز ابن ہشام، ۳۶۱/۱ و مابعد؛ سہیلی، ۳۴۸/۳۔۲۵۲ وغیرہ۔ نیز ظہور احمد اظہر کی تصنیف کے دو ابواب ۴۲۔۸۷

Yasin Mazhar Siddiqui, Dr., MAkki Uswah Nabwi, Islamic Research Academy, Karachi, 2010, 128-131

[۴] ۔البیہقی، احمد بن حسین ابو بکر، امام، دلائل النبوۃ ،مولانا محمد اسماعیل الجاوری (مترجم)، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۹ء، ۳۰۸/۲؛ مستدرک حاکم ۶۲۳/۲

Al-Baihqi, Ahmad bin Hussain, Abu BAkr, Dalail al-Nubuwwah, Translated by: Muhammad Ismail al-Jawari, Dar
al-Isha'at , Karachi, 2009, 2/308

[۵] ۔حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اکرم کی سیاسی زندگی، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، زاد المعاد میں آخری فقرہ والسلام علی من اتبع الہدی کے بجائے أسلم أنت ہے۔ دیکھئے: زاد المعاد ۶۰/۳

Hamid Ullah, Dr. Rasul Akram ki Siyasi Zindagi, Nigarshat Publishers, Lahore, 2013, pp 108, 109, 122-125

[۶] ۔عبدالملک ابن ہشام، سیرت النبی، دارالفکر، بیروت، س۔ن، 2/33

Abdul Malik, Ibn Hisham, Seerat al-Nabi, Dar al-Fikr Bairut, 2/33

[۷] ۔زاد المعاد ۶۱/۳ Zad al-Ma'ad, 3/61

[۸] اہل کتاب صحابہ و تابعین، ص: 234 تا 235 Ahl Kitab Sahab wa Tabieen, pp 234-235

[۹] - دلائل النبوۃ 1/ 55 Dalail al-Nubuwwah 1/55

[۱۰] ۔اہل کتاب صحابہ و تابعین، ص: 235 تا 236 Ahl Kitab Sahab wa Tabieen, pp 235-236

[۱۱] ۔بخاری اور تمام کتب حدیث میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اسی روز ان کی موت کی خبر مل گئی تھی۔ اسی طرح غزوہ موتہ میں بھی آپ کو سپہ سالاران اسلام کی شہادت اور حضرت خالدؓ کے ہاتھوں اس میں فتح کی خبر بھی کسی مادی ذریعہ اطلاع کے بغیر پہنچ چکی تھی، اور آپ ان کے بارے میں جو کچھ فرمایا تھا، بعد میں حرف بحرف اس کی تصدیق ہوئی۔

[۱۲] ۔اہل کتاب صحابہ و تابعین، ص: Ahl Kitab Sahab wa Tabieen, pp 235-236235

[۱۳] - الاصابہ فی تمیز الصحابہ 1/ 23؛ Al-Isabah fi tamyeez al-Sahabah, 1/23

[۱۴] - ایضاً Ibid

[۱۵] - سیرت النبی 1/ 339 Seerat al-Nabi (Ibn Hisham) 339/1

[۱۶] - الاصابہ فی تمیز الصحابہ 2/359　Al-Isabah fi tamyeez al-Sahabah2/359

[۱۷] - ابن ہشام، سیرت النبی 1/356　Seerat al-Nabi (Ibn Hisham)356/1

[۱۸]۔ابن اسحاق / ابن ہشام، سہیلی، بخاری، فتح الباری وغیرہ کے مباحث نجاشی کے نام نامۂ نبوی کا ذکر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے طبری کے حوالے سے کیا ہے۔

[۱۹] - ابن ہشام، سیرت النبی 1/339　Seerat al-Nabi (Ibn Hisham)1/339

[۲۰] - دلائل النبوۃ 1/52　Dalail al-Nubuwwah 1/52

[۲۱]۔ابن ہشام، ۳۶۰/ ۲۔۳۶۱؛ سہیلی، ۲۴۸/ ۳وغیرہ؛ فتح الباری، ۲۳۷/ ۷۔۲۳۸اور ۶۰۵۔۶۰۸؛ ابن کثیر ۷۰/ ۳۔۷۱؛ مولانا مودودی، سیرت سرورِ عالمؐ، ۵۹۲/ ۲ومابعد بحوالہ ابن عساکر و طبرانی

Seerat al-Nabi (Ibn Hisham), 360/2; Al-Raud al-Unuf, 3/248, Fath al-Bari 7/237, Seerat Saarwar Alam, 2/592

[۲۲] - حضرت ام سلمہ کی روایت کے لیئے ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام 1/ 327؛ 373 حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت مسند احمد 2/ 48 حضرت جعفر اور عمرو ابنالعاص کی روایات ابن عساکر نے عمدہ سند کے ساتھ نقل کی ہیں۔ان تمام روایات کو ابن کثیر نے جمع کر دیا ہے۔السیرۃ النبوۃ 2/14 اور آگے کے صفحات۔

Seerat Ibn Hisham 1/327, 373

[۲۳]۔ سیرت ابن ہشام، ۳۵۷/ ۱؛ الروض الانف، ۲۴۴/ ۳؛ مولانا مودودی، ۵۶۹/ ۲؛ مکی اسوہ نبوی، ۱۲۰۔۱۲۲ بحوالہ تحقیقات اسلامی جنوری تا مارچ 2015

Seerat Ibn Hisham 1/367, Al-Rauz al-Unuf 3/244, Seerat Sarwar Alam, 2/ 569

[۲۴]۔ سیرت ابن ہشام، ۲۲۹/ ۳۔۲۳۵ وغیرہ؛ مکی اسوہ نبوی، حوالہ سابق

Seerat Ibn Hisham, 3/ 229-235

[۲۵]۔ حدیث بخاری (۴۲۳۰) میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے مطابق ان کی قوم کے بضع و خمسین (۵۰ سے زائد) ثلاثۃ و خمسین (۵۳) یا اثنین و خمسین (۵۲) افراد کی تعداد تھی۔ کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر؛ فتح الباری، ۶۰۵/ ۷۔۶۰۷ ومابعد وغیرہ۔

Fath al-Bari, 7/605-607

[۲۶]۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ کے ایک سے زیادہ وفود لے جانے کا ذکر ملتا ہے۔وہ مکی دور سے مدنی دور تک کئی بار فرامینِ نبوی دربار نجاشی میں لے گئے تھے۔ ظہور احمد اظہر، 'شاہِ حبشہ، خدمت نبویؐ میں' ۲۰۱۳ء، لاہور، ۱۸۶، ۱۹۰ ومابعد میں ان کے وفود پر بحث ہے اور دوسرے معاملات پر بھی، خاص کر حضرت نجاشیؓ کی خاطر مدارات اور تحفظ و مراعات پر۔

Zahor Ahmad Azhar, Dr, Shah Habsha Khidmat Nabwi main, Lahore, 2013, 190